لطیفہ ۳۵

دنیا کے ان عجیب وغریب آثار کے بیان میں جو سیّد اشرف جہاں گیر سمنانی رح نے ملاحظہ فرمائے اور کوہستان معمر کے گونا گوں مقامات جو آپ کے مشاہدے میں آئے

قال الاشرف رح:

مارائت من غرائب الموجودات وعجائب المخلوقات لو کشفتها لا یصدق بعضهم یعنی سید اشرف جہاں گیر رح نے فرمایا، میں نے موجودات اور مخلوقات سے متعلق جو عجیب وغریب باتیں دیکھی ہیں اگر انھیں بیان کروں تو بعضے لوگ یقین نہ کریں۔

پہلا معائنہ، شجر الوقواق:

حضرت قدوۃ الکبرا رح نے فرمایا، ہم سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرے پر پہنچے۔ ایک چھوٹی سی جماعت ہمارے ساتھ تھی۔ اس جزیرے کے پہاڑ کے دامن میں ایک درخت تھا، جسے ''شجرۃ الوقواق'' [1] کہتے ہیں۔

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ درخت عجائبات عالم میں سے ہے۔ وہ عجیب بات یہ ہے کہ اس درخت کا تنہ بہت بڑا تھا

---

[1] غیاث اللغات میں برہان اور شرح خاقانی کے حوالے سے لفظ ''وقواق'' کے یہ معنی بیان کیے ہیں:۔

''وقواق بالفتح نام جزیرہ است ودراں جا درختاں باشند کہ ثمرِ آنہا بصورت انسان باشد نرو مادہ، طول ہر یک بہ قدر یک دست از مقام ناف، چوبے بہ درخت پیوستہ بوقتِ شب گریہ می کنند وسخن ہم می نمایند و می جنبند و چوں از درخت جدا کنند بمیرند و مجازاً آں درخت را نیز وقواق گویند۔''

ترجمہ: وقواق زبر کے ساتھ، ایک جریرے کا نام ہے۔ وہاں جو درخت ہیں ان کے پھل انسان کی شکل کے ہیں۔ ان میں نر اور مادہ ہوتے ہیں۔ ناف تک ان کا قد ایک ہاتھ کے برابر ہوتا ہے۔ ایک لکڑی درخت سے پیوست کر کے رات کے وقت روتے ہیں۔ باتیں بھی کرتے ہیں اور حرکت بھی کرتے ہیں۔ جب درخت سے جدا کر دیے جائیں تو مر جاتے ہیں۔ جزیرے کے نام کی مناسبت سے اس درخت کو وقواق بھی کہتے ہیں۔

غیاث کے علاوہ لغت دہخدا بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اور اس کی شاخیں بہت لمبی تھیں۔ اس درخت کے پھل ناف تک انسانی جسم کی طرح شاخوں کے سرے پر لٹکے ہوئے تھے اس کی رگ رسی کی طرح ہے۔ یہ جسم حرکت کر کے ایک دوسرے کے قریب بیٹھتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں لیکن ان کی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔

ایک روز ہم اس درخت کے نیچے اس خیال سے مقیم ہوئے کہ یہ معلوم کریں ان کی غذا کیا ہے جب شام کا وقت قریب ہونے لگا تو عجیب وغریب شکلوں اور پروں کے جانور اس درخت کی شاخوں پر آ کر بیٹھنے لگے۔ پھر انھوں نے اپنی غذا اپنے پوٹوں سے باہر نکالی اور کھانا شروع کر دیا۔ غذا کھاتے وقت تھوڑی بہت غذا اس درخت کے پتوں پر گر جاتی تھی اسے یہ انسان نما پھل کھا لیتے تھے۔ اتفاق سے اس غذا کا ایک ٹکڑا درخت کی جڑ میں میں آ پڑا۔ ہم نے اسے اچھی طرح دیکھا تو وہ صاجی [1] اور خایۂ غلاماں انگور تھا۔ [2]

سبحان اللہ! ایسا رزق دینے والا ہے کہ ہر جاندار کو ہر جگہ سے رزق پہنچاتا ہے۔ قطعہ:

زہے حکیم ورحیم وکریم آں قادر
کہ خلق کرد عجائب غرائبِ آفاق
بخوان برگ نہادہ زمیوہ رزق دہد
بہ پیشِ مردم اثمار شجرۃ الوقواق

ترجمہ: سبحان اللہ! وہ حکمت والا، رحم کرنے والا اور بخشش کرنے والا ایسا صاحب قدرت ہے کہ اس دنیا میں عجیب وغریب چیزیں پیدا کی ہیں۔ وہ شجرۃ الوقواق کے انسان نما پھلوں کو پتوں کا دسترخوان بچھا کر میوے کا رزق دیتا ہے۔

ہم نے اس علاقے کے گردونواح میں رہنے والے لوگوں سے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ان کی موت کا سبب یہ ہے کہ جس وقت ان کی ناف کو درخت سے الگ کر دیا جائے تو اسی وقت مر جاتے ہیں۔

دوسرا معائنہ، جزیرۂ صہف کے حالات:

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ہم جزیرۂ صہف میں پہنچے جو بہت لمبا چوڑا تھا۔ اس کا جنگل طرح طرح کے پھلوں سے بھرا ہوا تھا اور درخت بھی مناسب اور موزوں تھے۔ وہاں ہمیں ایک صاف ستھرا مکان مل گیا جو دنیاوی اسباب سے خالی تھا۔ ہمیں اس مکان میں ٹھہرے ہوئے کچھ وقت گزرا تھا کہ سیاہ پوشوں کی ایک جماعت آ گئی۔ ہم نے ہر چند ان سے گفتگو کی لیکن وہ کسی بات کا جواب ہی نہ دیتے تھے۔ ہزار کوشش کے بعد انھوں نے کہا کہ سیاہ پوشوں کے راز شہر مدہوشاں سے معلوم ہوں گے۔ ہم دس منزلیں کر کے شہر مدہوشاں میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ اس شہر کے تمام لوگ چاند کی مانند خوبصورت

۱۔ صاجی ایک قسم کا انگور (غیاث)

۲۔ خایۂ غلامان ایک قسم کا انگور (اسٹین گاس)

تھے اور ان کے چہرے دل پسند تھے۔ جیسے کہ ان کا وصف ہفت پیکر[1] میں بیان کیا گیا ہے۔

ہم نے چاہا کہ اس شہر کے منارے پر چڑھ کر شہر کا مشاہدہ کریں لیکن نور العین نے ہمیں جانے نہیں دیا۔ بہر حال جو عجیب بات یہاں ہمارے مشاہدے میں آئی یہ تھی کہ جو شخص اس شہر کے لوگوں سے ملے اور دیکھے تو وہ نعمتِ عشق سے ضرور بہرہ مند ہوجاتا ہے رباعی[2] :

دیدنِ روے دوست ہر کس را
اثرے دارد از کم و بسیار
ہمچوں آں نافۂ کہ نفخۂ خوش
می دہد بر ہمہ یمین ویسار

ترجمہ: ہر شخص جو دوست کا دیدار کرے اس پر کم یا زیادہ اثر ضرور ہوتا ہے۔ جیسے کسی نافے کی خوشبو ہوتی ہے کہ وہ دائیں بائیں اطراف میں پھیل جاتی ہے۔

تیسرا معائنہ۔ ایلاک کے نواح میں شہر کا حال جس میں صرف عورتیں تھیں کوئی مرد نہ تھا:

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ ہم ایلاک کے نواح میں پہنچے اس ملک کی سرحد کے ساتھ ایک دریا بہتا ہے۔ اس کے کنارے ایک شہر جو آبادی اور مکانوں سے معمور تھا نظر آیا۔ جب ہم اس شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سب عورتیں تھیں۔ ہمارے دریافت کرنے پر انھوں نے بتایا کہ تقدیری فیصلے کے مطابق اس شہر میں مرد پیدا نہیں ہوتے۔ ہر عورت جب حیض سے پاک ہوجاتی ہے تو وہ اس دریا کے پانی میں اترتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حاملہ ہوجاتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ لڑکی ہوتی ہے۔ رباعی[3] :

چہ خالقی کہ وجود از عدم ہویدا کرد
بیا فرید بہر گونہ از اناث ذکور
اگر چہ واسطۂ خلق مردو زن آمد
ولے بجا ے جز زن نمی شود منظور[4]

---

[1] ہفت پیکر۔ نظامی گنجوی کی مثنوی "ہفت پیکر" کی جانب اشارہ ہے۔ [2] یہ اشعار رباعی کے معروف وزن و بحر میں نہیں ہیں۔

[3] یہ رباعی معروف وزن و بحر میں نہیں ہے۔ اسے قطعہ کہہ سکتے ہیں۔

[4] چوتھا مصرع وزن و بحر سے خارج ہے۔ اس مصرعے کو اگر اس طرح پڑھا جائے تو کسی قدر مفہوم پیدا ہوسکتا ہے

ولے بجاے کہ جز زن نمی شود منظور

اسی قیاس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

ترجمہ: کیسا (عظیم) خالق ہے جس نے عدم سے وجود کو ظاہر کیا اور بہر طور مرد اور عورت پیدا کیے اگرچہ پیدائش کا واسطہ مرد اور عورت ہی ہوتے ہیں لیکن اللہ کی قدرت سے یوں بھی ہوتا ہے کہ پیدائش کا واسطہ صرف عورت ہوتی ہے۔

چوتھا معائنہ۔ سیلان کے سفر میں چیونٹوں کے بادشاہ نے حضرت قدوۃ الکبراؒ کی دعوت کی:

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ سیلان کے سفر میں ہم ایسے مقام پر آ پڑے کہ تین دن تک آگے جانے کا راستہ ظاہر نہ ہوا نہ ایسے آثار نظر آئے۔ سفر کے ساتھ بھوک اور پیاس سے تنگ آ گئے۔ ہم نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا ساتھیوں نے بھی اپنا سامانِ سفر یہیں رکھ دیا۔ ہم تھوڑی ہی دیر بیٹھے ہوں گے کہ بے قیاس چینٹے بھاگتے ہوئے آئے اور حضرتؒ کے قریب بیٹھ گئے۔ ایک دوسرے کو اشارے کرنے لگے جس سے لوگوں کو گمان پیدا ہوا کہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ جب ایک گھڑی اسی طرح گزر گئی تو وہ چینٹے روانہ ہو گئے۔ حضرت قدوۃ الکبراؒ دستور کے مطابق دوستوں کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ قریب ایک پہر گزرنے کے ایک چینٹا آیا اور اشارے کرنے لگا۔ سب لوگ اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تھوڑا سا راستہ طے کرنے کے بعد ایک درخت کے نیچے جہاں اس کا بل تھا، وہاں شیرینی کے چالیس ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر بڑا تھا باقی یکساں تھے۔ ہر شخص کو ہر تودے کے سرے پر بٹھا دیا۔ حضرتؒ نے کھانے کی اجازت دی۔ ہر شخص نے اپنی خواہش اور بھوک کے مطابق کھایا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو فاتحہ کی درخواست کی۔ فاتحہ پڑھی اور وہاں سے روانہ ہوئے وہ چینٹا قیام گاہ کی سرحد تک ساتھ آیا۔ یہاں سے حضرتؒ کو رخصت کیا۔ جب وہ چینٹا چلا گیا تو حضرت نور العین نے اس بارے میں استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ چینٹا تمام چینٹوں کا بادشاہ ہے۔ ایک دن کوئی امیر اس سبزے زار میں شکار کے لیے آیا تھا۔ اس کے پاس بہت سا کھانا تھا۔ اس مقام پر انھوں نے کھانا کھایا۔ بچا ہوا کھانا یہیں چھوڑ کر چلے گئے اور کچھ چینٹوں کے بلوں پر ڈال دیا۔ چینٹوں کے بادشاہ نے یہ تمام شیرینی جمع کر کے، رکھی اور دل میں ٹھہرا لیا کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ جب کوئی بزرگ یہاں آئیں گے تو ہم ان کی دعوت کریں گے۔ حق تعالیٰ نے درویشوں کی ایک جماعت یہاں پہنچا دی۔ جیسا کہ مشاہدے میں آیا اس نے فرصت پائی۔ رباعی:[۱]

چہ قادرے کہ بروئے زمیں ہم از قدرت
ضعیف مورچہ را می دہد سلیما نی
کندبہ رفعتِ خسرو نعیم شیرینی
دہد زشکّر خوش تر زروے مہمانی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسا صاحب قدرت ہے کہ اپنی قدرت سے روئے زمین پر کمزور چینٹے کو شوکت سلیمانی عطا کرتا ہے وہ خسرو

---

[۱] یہ بھی رباعی نہیں ہے۔ قطعے کے شعر ہیں۔

جیسی شان کے ساتھ شیرینی کی نعمت سے جو شکّر سے زیادہ خوش ذائقہ ہوتی ہے مہمانی کرتا ہے۔

پانچواں معائنہ۔ جبل الفتح کے متوکل درویشوں سے ملاقات:

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جب ہم جبل الفتح پہنچے تو ہمیں ایسے درویشوں کی جماعت ملی جو توکل کے راستے پر گام زن تھے۔ تیس سال سے یہی طریقہ اختیار کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہمیں چالیس دن ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ جب بھی وقت میسر ہوتا یہ درویش ملاقات کے لیے آتے۔ انھوں نے بے حد بشارتیں دیں۔ ان درویشوں میں شیخ ابو الغیث تھے جو ان کے پیشوا تھے۔ انھوں نے ایک پتھر عنایت کیا جس میں ایسی چمک تھی کہ کوئی جوہر اس کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا اور اس کے بہت سے خواص بیان کیے، ان میں سے چند یہ تھے کہ اگر کوئی مسافر اسے کمر سے باندھ لے تو خواہ کتنا ہی سفر کرے ہرگز نہ تھکے۔ اگر پیاس کی حالت میں منھ میں رکھ لے تو سیراب ہوجائے۔ اسی طرح بھوک اور دیگر حالتوں کے بارے میں اس کے خواص بیان کیے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ان کی پاسِ خاطر کے خیال سے وہ پتھر لے لیا اور جب روح آباد تشریف لائے تو ملک محمود کو عطا فرمایا، اگر چہ بعضے اصحاب نے اپنے لیے عنایت فرمانے کی گزارش کی لیکن آپ نے فرمایا کہ ملک محمود اس عنایت کے لیے مناسب شخص ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے اس کے علاوہ مشاہدات کا بھی ذکر فرمایا۔ فرماتے تھے کہ (یہ) درویش تین شخص تھے۔ ان کی رہائش جبل الفتح کے دامن میں تھی۔ روزہ افطار کرنے کے وقت دس روٹیاں اور ایک پیالہ شربت (غیب سے) آتا تھا۔ اگر کوئی مہمان آجاتا تو انھی روٹیوں میں سے اسے بھی تقسیم کرتے تھے۔ ان درویشوں میں ایک درویش آپ کے ساتھ آیا اور اس نے بے حد خدمت بھی کی چناں چہ گونا گوں مقامات اور مرادات سے مشرف ہوا۔ جبل الفتح کے نام کی یہ وجہ ہے کہ جس شخص کو راہِ سلوک میں کامیابی حاصل نہ ہو اگر وہ جبل الفتح میں ایک مقررہ مدت کے لیے اعتکاف میں بیٹھ جائے تو اپنی مراد سے بہرہ مند ہوجاتا ہے۔

چھٹا معائنہ۔ ایک پاؤں کے انسان:

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ہم جزیرے کے بیابان میں سفر کررہے تھے کہ ہمارے سامنے ایک پاؤں کے انسانوں کی جماعت نمودار ہوئی۔ وہ انتہائی تیزی سے چل کر ہمارے پاس آئے اور ہماری جماعت کو دیکھ کر سخت حیران ہوئے۔ انھوں نے جو باتیں کیں وہ ہماری سمجھ میں نہیں آئیں۔ بالآخر اشاروں سے ان کا مقصود معلوم ہوا کہ وہ اس بات پر حیران ہیں کہ تم لوگ دو پاؤں سے کس طرح چلتے ہو۔ سب سے آخر میں ہم نے ان کے دین و مذہب کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ اُن کا کوئی دین و مذہب نہیں ہے وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ دین و مذہب کیا ہوتا ہے البتہ اس کا اقرار کیا کہ ہم اتنا جانتے ہیں کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا کوئی صانع ضرور ہے۔

ان کی غذا اور خوراک درختوں کے پھل ہیں۔ بچوں کی پیدائش عام انسانوں کی طرح ہوتی ہے بعض لوگ انھیں نسناس کہتے ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ نسناس ایک دوسرا گروہ ہے۔ بعض لوگ شجرالوقواق کے آدمیوں کو نسناس کہتے ہیں لیکن درحقیقت نسناس وہ گروہ ہے جو خدا شناس نہیں ہوتا۔ رباعی[1]

اگر چہ ثمرۂ وقواق راخلق
بہ عالم مردماں نسناس گویند
ولیکن در حقیقت اے برادر
زنشاسے خدانشناس گویند

ترجمہ: اگر چہ مخلوق شجرالوقواق کے (انسان نما) پھلوں کو دنیا میں قبیلۂ نسناس کہتی ہے۔ لیکن اے بھائی درحقیقت جو لوگ خدا کو نہیں پہچانتے انھیں ہی نشناس کہتے ہیں یعنی خدا ناشناس۔

ساتواں معائنہ۔ گلبرگہ شریف میں قیام کا ذکر:

حضرت قدوۃ الکبرؒ فرماتے تھے کہ جب دکھن کے سفر میں ہمارا گزر گلبرگہ کے علاقے میں ہوا تو ہم نے دیکھا کہ اس علاقے کے ایک پہاڑ کے دامن میں ایک بزرگ گوشہ نشین تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ (اُس وقت) ان کی عمر سات سوسال تھی۔ یہ بات دنیا کے عجائب وغرائب میں سے ہے۔ ان بزرگ نے بہت سی باتیں بتائیں۔ ان کے پاس ایک انگوٹھی تھی جو دنیا کے عجائب میں سے تھی۔ اس انگوٹھی میں یہ خاصیت تھی کہ جب پہننے والا اس کے نگینے کا رخ اپنی طرف کر لیتا تو نگاہوں سے غائب ہوجاتا اور جب اس نگینے کا رخ باہر کی جانب کرتا تو ظاہر ہوجاتا تھا رخصت ہوتے وقت انھوں نے ایک شغل بتایا جس کے فائدے حدِ بیان سے باہر ہیں۔ اس علاقے کے لوگ بے حد حسین ہیں۔ فرزند عبداللہ بیگی ان میں سے ایک خوب رو کی محبت میں گرفتار ہوگیا۔ ایک بار تو اسے چالیس دن تک کھانے پینے کا ہوش نہ رہا۔ دوسرے سفر میں جب ہمارا گزر اس علاقے سے ہوا تو ہم نے اسے ان لوگوں کے دام سے رہائی دلائی۔ رباعی:[2]

ہر کہ دریں سلسلہ زنجیر شد
بر سرِ اورنگِ جہاں میر شد
شیر صفت باشد کو بگسلد
سلسلۂ راکہ جہاں گیر شد

ترجمہ: جو شخص اس سلسلے میں زنجیر ہوگیا وہ تخت عالم پر میر ہو کر بیٹھا شیر صفت ہونا چاہیے جو اس کو توڑے۔ اس سلسلے کو

---

[1] یہ اشعار رباعی کے معروف وزن اور بحر میں نہیں ہیں۔
[2] یہ اشعار رباعی کے معروف وزن اور بحر میں نہیں ہیں۔

جس نے دنیا کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔

اس علاقے کے ہر گاؤں اور شہر میں عجیب باغات اور روشیں تھیں۔ حضرتؒ نے فرمایا اسی وجہ سے اس کا نام گلبرگہ ہے۔

آٹھواں معائنہ۔ بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت:

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ بیت المقدس میں ہم متبرک مقبروں اور مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ یہاں جس قدر فیض انبیا علیہم السلام کی ارواح پاک سے ہمیں حاصل ہوا، اس قدر فیض کسی شہر میں حاصل نہ ہوا، کیوں کہ اکثر انبیا علیہم السلام یہاں مدفون ہیں۔ خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مبارک مقبرہ بھی اسی جگہ ہے یہاں سارے علاقے کے فقیروں اور مسکینوں کو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔ جب ہم مسجد اقصیٰ کے طواف کے لیے وہاں آئے تو ایسی عجیب بات ظاہر ہوئی کہ زبان اس کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ میں ہر روز ہزار بار رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور جو شخص اس کے طواف سے مشرف ہوتا ہے، وہ ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی پیدا ہوا ہے۔

نواں معائنہ۔ صالحیۂ دمشق، دمشق کی مسجد میں بارہ ہزار محراب ہیں:

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ دمشق کی مسجد جامع عبداللہ امیہ نے تعمیر کرائی تھی۔ ستر اونٹوں پر تعمیری سامان لاد کر لایا گیا تھا، وہ سب مسجد کی تعمیر میں صرف ہوا۔ اس میں بارہ ہزار محراب ہیں۔ اکثر انبیا اس کے ہر ستون کے ساتھ آسودۂ خاک ہیں۔ بارہ ہزار قندیل (ہر شب) روشن کی جاتی ہیں۔ انبیا کی قبروں کے ساتھ ہر ستون پر ایک قندیل لگائی گئی ہے۔ لوگ اس مسجد کے تین ستونوں میں نماز ادا کرتے ہیں۔ ہر طرف روح کو فرحت پہنچانے والی نہریں اور چشمے جاری ہیں۔ انھیں ایک درجے میں بے مثال کہا جاسکتا ہے۔

دسواں معائنہ۔ کوہِ لبنان، کوہ نہاوند اور کوہ طور کا مشاہدہ۔ شیطان سے ملاقات اور سوال وجواب:

لبنان کا پہاڑ خیال کی ایک بہشت ہے۔ جدھر دیکھو دریا بہتے ہوئے نظر آتے ہیں جن میں اکثر اسی پہاڑ سے نکلے ہیں۔ یہاں چالیس محرابیں ہیں۔ ہر محراب میں سے بہتا ہوا پانی گزرتا ہے۔ بہاؤ کی آواز سے قرآن کی قرأت سنائی دیتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ابدالوں کی قیام گاہ ہے۔ اکثر اصحاب سلوک کو یہاں اپنا مقصود حاصل ہوا ہے اور بزرگوں کی ایک جماعت نے یہاں اپنے کام کو انجام تک پہنچایا ہے۔ حضرتؒ نے بھی یہاں دس دن اعتکاف میں بسر کیے۔

کوہ نہاوند کے نزدیک ایک مسجد ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ کسی عظیم القدر شخص کی تعمیر کردہ ہے۔ وہاں اس کے ساتھیوں کے تین ہزار تابوت ہیں۔ ان کے زخموں پر دھنی ہوئی روئی رکھ دی گئی ہے۔ مسافر اس مقام پر جاتے ہیں اور روئی اٹھا کر

دیکھتے ہیں تو اس میں سے خون ٹپکنے لگتا ہے پھر روئی اس جگہ رکھ دیتے ہیں جو شخص وہاں جاتا ہے اپنی استعداد کے مطابق فیض حاصل کرتا ہے۔

کوہ طور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدفن ہے۔ حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ میں اور برادرم خضر علیہ السلام اس کا طواف کررہے تھے کہ شیطان لعین ظاہر ہوا۔ میں نے اس سے سجدہ نہ کرنے کا سبب معلوم کیا۔ اس نے کہا ثابت قدم عاشق کس طرح (محبوب کے) غیر کی جانب متوجہ ہوسکتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ عاشقی میں تو تو ثابت قدم ہے لیکن تو نے غلطی بھی کی ہے کہ یہاں یہ جاننا چاہیے کہ ایک شخص کسی شخص سے کامل وابستگی رکھتا ہے اور وہ کسی اور شخص سے وابستگی رکھتا ہے۔ اگر محبوبِ اوّل اپنے عاشق کو حکم دے کہ تو میرے محبوب کی خدمت بجالا تو اس میں عاشق کے لیے دو خطرے موجود ہیں۔ اوّل یہ کہ (عاشق نافرمانی کرے اور) کہے کہ مجھے اس سے کیا سروکار کہ دوسرے کی طرف توجہ کروں۔ دویم یہ کہ مجھے اپنی مراد سے کوئی سروکار نہیں (یعنی وہ محبوب کا عاشق نہیں ہے اپنی ذات کا عاشق ہے) پس جو کچھ محبوب حکم فرمائے اس کی پابجائی کرے یہ آخری خطرہ ہے۔ ابیات:

یکے عاشق مہیں محبوب دارد
کہ محبوبش دگر مطلوب دارد

ترجمہ: ایک شخص بڑی شان والے محبوب کا عاشق ہے اور اس کے محبوب کا کوئی دوسرا مطلوب ہے۔

محبِّ خویش را کارے بفرمود
کہ محبوبِ مرا خدمت بکن زود

ترجمہ: اس نے اپنے عاشق کو اس کام کا حکم دیا کہ تم میرے محبوب کی خدمت جلد بجالاؤ۔

اگر آں ہست عاشق ثابت اقدام
نہد سر بر خطِ محبوب تا کام

ترجمہ: اگر وہ ثابت قدم عاشق ہے تو انجام تک اپنے محبوب کے حکم پر سرِ نیاز رکھے گا۔

اگر عاشق مرادِ خویش باشد
بہ خدمت کردنش دل ریش باشد

ترجمہ: اگر وہ اپنی مراد کا طالب ہے تو وہ اپنے محبوب کے محبوب کی خدمت کرنے سے تکلیف محسوس کرے گا۔

مریدے اوّلست ثانی نہ باشد
چوزینساں نیست قربانی نہ باشد

ترجمہ: مرید وہ ہے جو اوّل وآخر مرید ہو اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی کوئی قربانی قبول نہیں ہوتی۔

حضرتؒ نے اس سے اور بھی بہت سے عجیب وغریب اسرار اور معاملات سے متعلق سوالات کیے ابلیس نے سب کے تسلی بخش جواب دیے۔

گیارھواں معائنہ۔جبل القدم میں حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت:

جبل القدم میں حضرت آدم علیہ السلام کا قدم مبارک ہے۔آپ کو پہلے پہل کوہِ سراندیپ میں اتارا گیا تھا۔آپ نے چالیس سال تک اور ایک قول کے مطابق ستر سال تک ایک پیر پر کھڑے رہ کر توبہ واستغفار کی اور بے حد گریہ وزاری کرتے رہے یہاں تک کہ ایک چشمہ جاری ہوگیا اور اس سے نیل گھاس اُگ آئی۔فرد:

نیلِ گنہ چوں زکفش شستہ شد
نیلِ گیا در قدمش رُستہ شد

ترجمہ: جب ان کی ہتھیلی سے گناہ کا نیل دھل گیا تو ان کے قدموں میں نیل گھانس اگ آئی۔

وہاں جواہر کی کانیں ہیں اور ایک پتھر آدم علیہ السلام کے قدم کا نشان تین گز لمبا ابھرا ہوا ہے۔حضرت ذوالقرنین نے بے حد مشقت اور بہت زیادہ تکلیف برداشت کر کے سفر کیا اور آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔تین فرسنگ تک بندھی ہوئی ایک زنجیر کے سہارے دنیا بھر کے سیّاح اور مسافر آدم علیہ السلام کے مقدم تک پہنچتے ہیں۔اس جگہ سے راتوں کو بلند آواز سے ذکر کی صدائیں اور قرآن پڑھنے کی آوازیں سنائی دیتے ہیں لیکن ذاکر اور قاری نظر نہیں آتے البتہ زائرین میں سے بعض پر وہ اپنے آپ کو ظاہر بھی کر دیتے ہیں اور وارداتِ الٰہی اور مقاماتِ نامتناہی تک رسائی میں واسطہ بن جاتے ہیں۔

بارھواں معائنہ۔بصرہ، بغداد شریف اور گاذرون کا سفر ابواسحٰق گاذرونی کا روشن کردہ چراغ جو ابھی تک روشن ہے:

بصرے میں جس قدر عجیب وغریب آثار مشاہدے میں آئے دوسری جگہ کم ہی ہوں گے یہاں کے مشہور نخلستانوں کی جیسی بے حد لذیذ کھجوریں دوسری جگہ پیدا نہیں ہوتیں۔یہاں خواجہ حسن بصریؒ، زین العابدینؒ، سعدؓ اور طلحہؓ کے مزارات ہیں

بغداد شریف میں حضرت غوث الثقلینؒ، حضرت خواجہ معروف کرخیؒ اور دیگر بزرگانِ عالم اور اولیائے نامدار کے مقبرے ہیں، جن کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔جس شخص کو مذکورہ بزرگوں کے مزارات کی زیارت کا شرف نصیب ہوا ہے وہی جانتا ہے کہ اسے کس قدر سعادت حاصل ہوئی ہے۔

گاذرون میں بہت سے اولیائے زمانہ کی قبریں ہیں لیکن سب سے زیادہ عجوبہ جو یہاں مشاہدے میں آیا وہ حضرت شیخ

ابو اسحاق گازرونیؒ [1] کا مقبرہ اور وہ چراغ ہے جو آپ نے اپنے دست مبارک سے روشن کیا تھا اور ابھی تک روشن ہے۔ امید ہے کہ قیامِ قیامت تک اسی طرح روشن وتابندہ رہے گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہِ شیراز نے جو زیورِ صلاح سے آراستہ اور لباسِ فلاح سے پیراستہ تھا، اس چراغ کو بجھا دیا تھا لیکن پلک جھپکنے سے پہلے چراغ روشن ہوگیا اور زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ اس کا بیٹا مر گیا۔

مصر، اتنا بڑا شہر ہے کہ اس کی تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی۔ اس شہر کے شوروغل کی آواز دس کوس تک سنائی دیتی ہے۔ خسرو جو شیریں کا عاشق تھا یہیں رہتا تھا لیکن جو نادر بات ہے وہ یہ ہے کہ فرہاد کوہِ بے ستون کی اسی جگہ مرا جو اس نے کھودی تھی جیسا کہ یہ قصہ مشہور ہے۔ اس کے تیشے کا دستہ انار کی لکڑی کا تھا۔ وہ انار کا درخت وہاں موجود ہے۔ جب اس میں پھل آتے ہیں تو بعض انار خون آلود ہوتے ہیں اور بعض دوسرے اناروں کی طرح ہوتے ہیں۔

تیرھواں معائنہ۔ ملک کوہِ قاف اور دیوار سکندری:

کوہِ قاف کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ سارا پہاڑ زبرجد کا ہے۔ اس پہاڑ نے ساری دنیا کو گھیر رکھا ہے۔ یہاں آسمان صاف اور آئینے کے مانند ہے۔ اس کا عکس جو زمین پر پڑتا ہے سبز رنگ کا ہے جب لوگ دیوارِ سکندر پر پہنچتے ہیں (تو دیکھتے ہیں کہ) سات دھاتوں سے بنی ہوئی اینٹوں سے سات سو کوس کا راستہ بند کردیا گیا ہے۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ یاجوج ماجوج (پوری رات) دیوار چاٹتے ہیں علی الصبح جیسی تھی ویسی ہی ہوجاتی ہے۔

خصلان میں شیخ اسماعیل عطار رہتے ہیں۔ وہ بہت ہی قوی جذبے کے حامل بزرگ ہیں۔ جب حالت اجازت دیتی ہے تو دو تین دن کے لیے سماع کی مجلس میں چلے جاتے ہیں۔ ان کی خانقاہ اتنی وسیع ہے کہ اس کے ہر کونے میں بیس حجرے ہیں۔ جب کوئی مسافر آتا ہے تو کسی ایک حجرے میں قیام کرتا ہے۔ اس شہر کے باشندے خلیق ہیں وہ اپنی خوبصورت کنیزوں کو ان مسافروں کی خدمت گزاری کے لیے ان کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ جو شخص پاکباز ہوتا ہے اس کے معتقد ہوجاتے ہیں اور دل وجان سے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اگر ہاتھ کو ذرا سی جنبش دیتا ہے تو یہ کنیزیں دوڑ کر اپنے آقا کو مطلع کرتی ہیں۔ ان کا آقا بیس گز کپڑا فراہم کرتا ہے اور وہ بغیر کسی تکلیف کے اپنی جان، جان آفریں کو سپرد کردیتی ہیں۔ ان کا قبرستان الگ ہے وہیں دفن کرتے ہیں۔

اسکندریہ میں آئینۂ سکندری ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ آئینہ تیس گز لمبا بنایا گیا ہے۔ پھر ایک بلند منارہ تعمیر کرکے آئینے کو اس پر نصب کردیا گیا ہے وہ اس لیے کہ فرنگی بلاناغہ راتوں میں کشتی پر سوار ہوکر اسکندریہ پر حملے کرتے تھے۔ جب وہ آئینے کے مقابل آتے تو اس میں ان کا عکس ظاہر ہوجاتا۔ اہل شہر مستعد ہوکر پیش قدمی کرکے ان سے جنگ کرتے جس میں

---

[1] حضرت شیخ ابو اسحاق گازرونیؒ کا اسم مبارک ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار بن زادان فرخ بن فیروز گازرونیؒ تھا۔ آپ نے ذی قعدہ ۴۲۶ھ میں وفات پائی۔ (سرچشمۂ تصوف در ایران ص ۲۰۳)

فرنگیوں کو شکست ہوتی۔

چودھواں معائنہ۔ مدینۃ الاولیا، کوہِ ابواب اور جزیرہ طلسم کا بیان:

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ مدینۃ الاولیا عراق کے علاقے میں ہے۔ اس کو مدینۃ الاولیا اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں سوائے اولیا کے کسی دوسرے کا گزر ناممکن ہے۔ جب میر سید علی ہمدانیؒ [1] وہاں تشریف لائے تو ہم ایک بڑی جماعت کے ساتھ تھے۔ ہم چالیس افراد تھے جنھیں اس شرف سے مشرف ہونے کی توفیق ہوئی۔ یہاں تقریباً سو اولیا اور مشائخ ہیں جو یہاں متوطن ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو یہ شرف بخشا ہے کہ سوائے صاحبِ ولایت کے یہاں دوسرے کی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت قدوۃ الکبراؒ نے یہاں چالیس دن اعتکاف میں گزارے۔ حضرت شیخ عبداللہ نے جو اس جماعت کے سرِ حلقہ ہیں حضرتؒ پر بے حد نوازشیں فرمائیں اور ایک عجیب تحفہ بھی عطا کیا جس کی تفصیل عجائبات میں سے ہے۔

جبل الابواب۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بنا ہوا ہے جس میں رہزنوں کے گروہ نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اس قلعے کو سوائے سکندر ذوالقرنین [2] کے کوئی فتح نہ کرسکا۔ اس کی ایک تنگ جگہ میں اس غارنشیں زاہد کا مقبرہ ہے جس کی دعا سے یہ قلعہ فتح ہوا تھا۔ یہ عجیب نورانی اور روحانی فیض بخش مزار ہے۔ بعض لوگ جو اس کے حجرے میں اعتکاف کرتے ہیں وہ بے فیض نہیں رہتے۔

جزیرۃ الطلسم۔ سب سے زیادہ عجیب وغریب جو بات ہوسکتی ہے وہ جزیرۂ طلسم سے متعلق ہے۔ یہ وہ جزیرہ ہے کہ جب سکندر کی کشتی یہاں پہنچی تو بحر محیط میں آپڑی۔ ہر چند وہاں سے کشتی کا رخ موڑا گیا لیکن نہ نکل سکی۔ بالآخر دانشمند بلیناس کشتی سے اتر کر جزیرے پر آیا اور سکندر سے بعض آلات طلب کیے چند دن میں طلسماتی صورتوں کو صورت انسانی میں تبدیل کیا اور ایک نقارہ بھی مہیا کرلیا۔ وہ ایک نقارہ بجانے والی طلسمی صورت کے حوالے کیا۔ جب ظاہری اسباب کا مقصد حاصل ہوگیا تو بلیناس واپس کشتی میں آ گیا۔ اس نے اس عمل میں ایسی خفیہ تدبیر کی تھی کہ جیسے ہی اس نے کشتی میں قدم رکھا طلسمی نقارہ بجنے لگا۔ نقارے کے بجتے ہی کشتی چلنے لگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہلاکت سے سب کو بچالیا تو لوگوں نے بلیناس

---

[1] میر سید علی ہمدانیؒ کا اسم گرامی امیر سید علی بن شہاب الدین بن میر سید محمد حسینی ہمدانی تھا۔ سال وفات ۷۸۶ھ ہے۔ آپ نے رکن الدین علاء الدولہ سمنانیؒ کی طرح ایک فتوت نامہ بھی تصنیف کیا تھا۔ (سرچشمۂ تصوف در ایران۔ ص ۱۳۷)

[2] بیسویں صدی کی ابتدا تک سکندر مقدونی کو ذوالقرنین کہا جاتا تھا لیکن مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی تفسیر میں جو تحقیق پیش کی ہے اور جو متعدد تاریخی شواہد پیش کیے ہیں اس سے ثابت ہوگیا ہے کہ سکندر مقدونی ذوالقرنین نہ تھا بلکہ وہ فرمانروائے ایران کیخسرو تھا۔ ملاحظہ فرمائیں ترجمان القرآن جلد دوم ص ۳۹۹ تا ۴۳۰۔ مترجم کے پاس ترجمان القرآن جلد دوم کا جو نسخہ ہے اس میں مقام اشاعت اور سال اشاعت درج نہیں ہے۔ نہ اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کا کوئی دیباچہ یا مقدمہ شامل ہے، اس لیے مترجم مقام اشاعت اور سالِ اشاعت درج کرنے سے قاصر ہے۔ بہر حال یہ تحقیقی مقالہ سورۂ کہف کی تفسیر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

سے دریافت کیا کہ اس بلا سے چھٹکارے کا کیا سبب تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور نصرت کے اور کوئی بات نہ تھی البتہ ظاہری صورت یہ ہے کہ بحر محیط میں ایک مچھلی ہے جس کی خصوصیات نا قابل بیان ہیں یہ اتنی بڑی مچھلی ہے کہ اس سے بڑی مچھلی سمندر میں نہیں ہے۔ جب اس نے نقارے کی خوفناک آواز سنی تو اپنی جگہ سے جست کر کے باہر نکل آئی اور جب پوری قوت سے تیرنے لگی تو اس کی پشت کے زور سے سمندر کا پانی تیزی سے بہنے لگا اور کشتی بہاؤ کے ساتھ پانی میں آ گئی۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں سکندر کی کشتی پرندوں کے اُڑنے کی وجہ سے نکلی لیکن پہلے بیان کی گئی وجہ ہی صحیح ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرأ فرماتے تھے کہ جب کشتی بحر محیط میں داخل ہوئی تو اگر چہ وہ طلسم اور نقارہ موجود تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کی نا متناہی نصرت کی بدولت وہاں سے نکل آئی۔ جب ہم جزیرے کے اوپر پہنچے تو ہم نے عجیب وغریب جسم اور شکل کے پرندے دیکھے۔ ایک پرندے کی خوبیاں بیان فرمائیں کہ اس کے دونوں پر زمرد کے تھے۔ اس کے پیر اس طرح کے تھے کہ گویا ابھی مرصّع کیے گئے ہیں۔ اس کی چونچ سنہری تھی اور سینہ چاندی کا تھا۔ مختصر یہ کہ جب تک زمانہ گردش میں ہے ایسا پرندہ شاید ہی نظر آئے۔

ہم نے وہاں تین بزرگ نورانی شکل کے دیکھے۔ سفید ریش، آنکھیں لطافت میں آئینے کی طرح چمک دار اور لباس عام لوگوں جیسا نہ تھا۔ انھوں نے فقیر پر بے حد عنایت فرمائی اور نادعلی پڑھنے کی اجازت عطا کی۔ علاوہ ازیں راہِ سلوک ومعرفت سے متعلق بعض ایسے فوائد اور محققانہ وعارفانہ حقایق بھی بیان کیے جو گروہ صوفیہ کے لیے کار آمد ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں بحر محیط سے نکال دیا تو ہماری کشتی سمندر میں تھوڑی دور ہی چلی ہوگی کہ بنانے والا[1] ہاتھ جو سکندر رکھتا تھا نمودار ہوا، جب ہم اس طرف آئے تھے تو یہ بنانے والا ہاتھ ہمیں نظر نہیں آیا تھا۔

بہر حال ہونے والی بات تھی، ہر چند کہ ہم مگر مچھ کے منھ اور ہلاکت میں گھر گئے تھے لیکن وہاں سے بھی کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کر کے نکلے۔ رباعی:[2]

ہر کہ افتدر دمِ کامِ نہنگ
عمر اگر باشد نبود درنگ
ہمدم اگر کرد بدریا گزر
ہم بکف آوردہ زدریا گہر

---

[1] مطبوعہ فارسی نسخے میں ''ید جاعل'' تحریر کیا گیا ہے۔ متن میں اس کی کوئی صراحت نہیں ہے کہ اس ید جاعل کی خصوصیات کیا تھیں صرف اسی قدر اشارہ ہے کہ یہ سکندر کے پاس تھا (ص ۱۸۲)۔ ناچار مترجم نے ''ید جاعل'' کا لفظی ترجمہ ''بنانے والا ہاتھ'' کیا ہے۔

[2] یہ اشعار رباعی کے معروف وزن وبحر میں نہیں ہیں۔

ترجمہ: جو کوئی مگر مچھ کے منھ میں آ پڑے اگر اس کی زندگی ہے تو تعجب کی بات نہیں ہے جو حوصلے کے ساتھ دریا سے گزرے گا اپنے ہاتھ سے موتی بھی نکالے گا۔

پندرھواں معائنہ۔ علاقہ جھنکر کا ذکر اور ولایت خفچاق میں ایک درویش سے نعمت پانے کا بیان:

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ ہم نواحِ دکن میں ایک علاقے میں پہنچے جسے جھنکر کہتے ہیں۔ یہاں کا فرمانروا ہندو تھا۔ یہاں کے لوگ بہت نازک اندام ہوتے ہیں خاص طور پر اس علاقے کی عورتیں بہت ہی خوبصورت ہوتی ہیں۔ اس علاقے میں ایک رسم ہے، خدا نہ کرے کہ ایسی رسم کسی اور علاقے میں ہو۔ وہ یہ ہے کہ شام کے وقت عورتیں مٹی کے ایک بہت بڑے مٹکے میں اپنے خنجر ڈال دیتی ہیں۔ ان کے جانے کے بعد مرد آتے ہیں اور گھڑے میں ہاتھ ڈال کر خنجر نکالتے ہیں۔ جس عورت کا خنجر جس مرد کے ہاتھ میں آتا ہے وہ عورت کو اس کے ساتھ خلوت کرتی ہے خواہ وہ اس کی بہن ہی ہو۔ حضرتؒ اس رسم سے بے حد مکدر ہوئے۔ اس علاقے کے راجہ نے حضرتؒ سے تعظیم کے ساتھ ملاقات کی اور بڑے اخلاص کا اظہار کیا۔ جب اس کا آنا جانا بڑھا تو حضرتؒ نے (اس رسم سے متعلق) اسے نصیحت کرنا شروع کیا۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب کیا کروں، یہاں یہ (بری) رسم پڑ گئی ہے۔ میرے پاس کوئی تدبیر نہیں ہے۔ پھر اس نے اپنے بڑوں کے حوالے سے یہ حکایت بیان کی کہ اُن کے عہد حکومت میں یہ ہوا کہ انھوں نے اس رسم کو بند کرنے کا حکم صادر کر دیا کہ کوئی شخص شام کو گھر سے باہر نہ نکلے۔ تقریباً ایک ماہ تک اس حکم پر عمل رہا کہ یکا یک ایک بڑی بلا اور وبا اس علاقے پر نازل ہوگئی۔ وزیروں اور مصاحبوں نے راجہ سے عرض کیا کہ ہم پہلے ہی عرض کرتے تھے کہ آپ یہ رسم بند نہ کریں کیوں کہ بلا نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔ آخر کار راجہ کو حکم دینا پڑا کہ زمانۂ سابق کی طرح لوگ شام کو جمع ہوں اور بدکاری کریں۔ جب یہ رسم دوبارہ جاری ہوگئی تو چند ہی دنوں میں وہ بلا رفع ہوگئی۔ حضرتؒ نے جب راجہ سے یہ بات سنی تو فرمایا، واقعی کوئی شخص تقدیرات الٰہی سے مطلع نہیں ہے کوئی شخص اسباب سے واقف نہیں ہے۔ یہ کارخانۂ الوہیت ہے اسی طرح چلتا رہتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ دشت خفچاق کے لوگ ترک ہیں۔ انھیں خفچاق کہتے ہیں یہاں کی عورتیں اجلے جسم کی ہوتی ہیں اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے دنیا میں مشہور ہیں۔ یہاں کی رسم تھی کہ عورتیں کھلے منھ پھرتی تھیں۔ جب ذوالقرنین کا لشکر یہاں پہنچا تو سکندر متفکر ہوا کہ عورتیں اس خوبی کے ساتھ اور مرد اس تشنگی کے ساتھ ہیں۔ مصرع

سپاہی غرب پیشہ و ننگ یاب

(اگر چہ سپاہی کا پیشہ نادر ہے لیکن اسے بدلے میں شرم ہی ملتی ہے۔)

آخر کار سکندر نے خچاق کے سرداروں کو طلب کیا اور انھیں نصیحت کرنا شروع کیا کہ تمھاری عورتیں منھ پر نقاب نہیں ڈالتی ہیں جب کہ ہماری رسم کے خلاف کرنا جان دینا ہے۔ ہر چند اس نے اصرار کیا لیکن انھوں نے حکم نہیں مانا۔ جب سکندر نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مان رہے ہیں تو اس نے دانشمند (بلیناس) سے مشورہ کیا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ یہ عورتیں پردہ کرنے لگیں۔ دانشمند نے عرض کیا کہ بادشاہ چند دن یہاں قیام کریں اور بعضے معدنی اور مادی آلات فراہم کیے جائیں۔ سکندر نے حکم دیا کہ دانشمند جو چیز طلب کرے مہیا کی جائے۔ دانشمند نے ایک ماہ میں عام گزرگاہ میں ایک طلسم کھڑا کیا۔ ایک صورت سیاہ پتھر سے تراشی اس کے چہرے پر بطور پردہ سنگ مرمر کی چادر پھیلا دی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جو عورت اس راستے سے گزرتی اور اس مجسمے کو دیکھتی اپنا منھ چھپاتی۔ اس طرح علاقے کی تمام عورتوں نے پردہ کرنا شروع کر دیا۔ جب (بلیناس) دانشمند اس کام سے عہدہ برآ ہوا تو سکندر نے حقیقت دریافت کی۔ دانشمند نے کہا اس میں حکمت کا ایک نکتہ ہے اور دوسرا ظاہری سبب یہ ہے کہ جب عورت نے یہ دیکھا کہ جب پتھر کی مورت منھ چھپاتی ہے تو ہم بھی منھ چھپائیں پتھر کی نصیحت نے پتھر دلوں پر اثر کیا۔ شعر:

بہ برگرچہ سیمند سنگیں دلند
بہ سنگیں دلاں زیں سبب مائلند

ترجمہ: ان کا جسم اگر چہ چاندی کا ہے لیکن دل پتھر کا ہے اسی لیے یہ سنگین دلوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

ولایت خچاق میں ایک بزرگ خواجہ احمد یسویؒ کے خلفا سے تھے۔ انھوں نے حضرتؒ کی کامل ضیافت کی اور چند روز خدمت میں گزارے۔ جب حضرتؒ رخصت ہونے لگے تو انھوں نے خرقہ طلب کیا، حضرتؒ نے انھیں سرفراز فرمایا۔

ان بزرگ کا ذکر جو پہاڑ کے دامن میں رہتے تھے انھوں نے شیخ ابوسعید ابوالخیر کی کلاہ قدوۃ الکبراؒ کو عنایت کی:

(ولایتِ خچاق سے) تھوڑا سا راستہ طے کیا ہوگا کہ دامن کوہِ میں ایک بڑی عمر کے بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ بعض نے ان کے عمر پانچ سو سال اور بعض نے تین سو سال بتائی۔ ان بزرگ نے جب حضرتؒ کو دیکھا تو آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ تین روز تک کامل تعظیم کے ساتھ شرطِ ضیافت بجالائے۔ تین روز کے بعد فرمایا کہ اے فرزند اشرف! میرے پاس ایک امانت ہے۔ مجھے حکم ملا ہے اور برادرم خضر علیہ السلام نے بھی بشارت دی ہے کہ میں وہ امانت آپ کے سپرد کروں۔ حضرتؒ نے عرض کیا کہ یہ تو نہایت لطف وکرم ہوگا وہ بزرگ خانقاہ کے اندر گئے اور کلاہ پہنے ہوئے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ یہ ٹوپی مجھے اپنے بزرگوں سے جن کا سلسلہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ تک پہنچتا ہے ملی ہے۔ اب بشارت ہوئی ہے کہ میں اسے آپ کو دوں، قبول فرمائیں۔ حضرتؒ نے کامل تعظیم کے ساتھ وہ کلاہ لے لی۔ (ان بزرگ نے) دوسری بات یہ فرمائی کہ

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے منسوب رباعی کی یہ فضلیت بھی ہے کہ جو شخص ہمیشہ بلا ناغہ اسے پڑھے اس کا نام اولیائے الٰہی کی کتاب میں لکھ دیتے ہیں۔ آپ ہرگز ہرگز اس رباعی کا وردترک نہ کریں۔ اپنے اصحاب کو بھی اس کی ترغیب دیں اور اس شخص کو بھی یہ رباعی تلقین کریں جو عنایت کلی سے بہرہ ور ہو چکا ہو۔ اس رباعی کے اس درجے فواید ہیں کہ انھیں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ رباعی:

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد
احسانِ ترا شمار نتوانم کرد
گر برتنِ من زباں شود ہر موئے
یک شکر تو ہزار نتوانم کرد

ترجمہ: مجھے تیرے بغیر ایک دم بھی قرار نہیں مل سکتا۔ میں تیرے احسان شمار نہیں کرسکتا۔ اگر میرے بدن کا ہر بال زبان بن جائے تب بھی تیرے شکر کا ہزارواں حصہ ادا نہیں کرسکتا۔

اس کے علاوہ یہ رباعی بھی تلقین فرمائی اور اس کی خاصیت کی بے حد تعریف کی کہ جس بیمار کے لیے اس رباعی کا تعویز بنائیں یا پڑھ کر اس پر دم کریں تو صحت یاب ہوجائے گا۔ یہ رباعی بھی حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے منسوب ہے۔ رباعی:

حورا بنظارۂ نگارم صف زد
رضواں ز تعجب کفِ خود برکف زد
یک خالِ سیہ بررخِ آں مطرف زد
ابدال زبیم چنگ در مصحف زد

ترجمہ: حوروں نے میرے محبوب کے دیدار کے لیے صف قایم کی تو جنت کے داروغہ نے تعجب سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اس کے چہرے کے ایک سیاہ تل نے تبجع کہا۔ ابدال نے خوف سے چنگ کو کتاب پر مارا۔

حضرتؒ اس تلقین سے بے حد خوش ہوئے۔

سولھواں معائنہ۔ نواحِ عراق میں جبل القرون کی سیر اور شیخ عبداللہ سے ملاقات کا ذکر:

کوہِ قرون نواحِ عراق میں واقع ہے۔ اس میں حضرت شیخ عبداللہ رہتے ہیں۔ انھیں دامنِ کوہ میں قیام کے پچاس سال گزر چکے ہیں۔ اس علاقے میں ان سے صادر ہونے والی کرامات سب لوگوں میں مشہور ہیں۔ جو مسافر وہاں جاتا ہے فائدہ حاصل کرتا ہے۔ ان کی خدمت میں رہنا اس قدر موثر ہے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جب ہم نے ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا تو بہت سے باتیں دریافت کیں۔ آخر میں وداع کے وقت فرمایا کہ حضرت ابوسعید ابوالخیر کی رباعی یاد رکھو

کہ خود صاحب شعر سے بھی یہ قول منقول ہے کہ جو شخص کسی مریض کی عیادت کے وقت یہ رباعی پڑھے تو امید ہے کہ صحت یاب ہوگا۔ وہ رباعی یہ ہے۔ رباعی:

فتنہ انگیزی ودامن درکشی
تیر اندازی گماں پنہاں کنی
باتو نتواں گفت این وآں مکن
پادشاہی ہر چہ خواہی آں کنی

ترجمہ: تو ہی فتنہ پر پا کرتا ہے اور اقرار بھی نہیں کرتا۔ تیر چلاتا ہے اور ظاہر بھی نہیں ہونے دیتا۔ اب تجھ سے یہ کیسے کہا جائے کہ یہ اور وہ نہ کرو۔ تو بادشاہ ہے جو چاہے کرتا ہے۔

یہاں حضرت شیخ جمیل الدین بھی قیام پذیر تھے۔ ان کی عمر تین سو سال تھی۔ ہم ان سے بہت سے حقائق و معارف سے بہرہ مند ہوئے۔ ان کے پاس ایک بندر تھا۔ شیخ نے اس کی بعض خارق عادت باتیں ہم سے بیان کیں، ایک بات جس کا ہم نے مشاہدہ کیا یہ ہے کہ جوگیوں کی ایک جماعت آئی۔ شیخ تھوڑی دیر ان سے باتیں کرتے رہے۔ اُن میں ایک مسلمان بھی جوگیوں کے حلیے میں تھا۔ بندر باہر آیا، سوائے اس شخص کے سب جوگی پاخانہ کر رہے تھے بندر نے اپنے آقا سے کہا کہ غالباً یہ شخص مسلمان ہے کہ اس نے ویرانے میں جا کر پاخانہ کیا ہے۔ جب اس معاملے کی تفتیش کی تو وہ شخص مسلمان نکلا۔ شعر:

بسا حیواں بود کز لطفِ انساں
تمیزے می کند ز انسان و حیواں

ترجمہ: بہت سے حیوان ہیں جو انسان کے اچھے طور طریقوں سے انسان اور حیوان میں تمیز کر لیتے ہیں۔

سترھواں معائنہ۔ کوہ البہ میں ایک درویش کو خلافت عطا کرنا۔ ملک کا نورو کا سفر اور وہاں ایک جادوگرنی کے جادو سے قاضی حجت کا گائے بن جانا اور حضرت قدوۃ الکبراؒ کی دعا سے اصل صورت میں آنا:

کوہِ البہ میں ایک درویش قیام پذیر تھے۔ بے حد نیک وصالح۔ انھوں نے حضرتؒ سے ملاقات کی اور آپ کی خدمت گزاری میں مصروف ہوگئے چوں کہ اس مقام پر کافی عرصے قیام رہا وہ فیض یاب بھی ہوئے۔ جب انھوں نے خرقے کی درخواست کی تو آپ نے انھیں اپنی خلافت سے مشرف فرمایا اور تحریری سند بھی عطا کی۔

اُن درویش نے آپ سے عرض کیا کہ اس علاقے کا حاکم درویش دوست اور مسافر نواز ہے۔ مجھے بے حد تسکین ہے کہ حضرت قدوۃ الکبراؒ اپنے مبارک قدم سے اسے برکت عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا یہ بات مناسب نہیں ہے۔ ان کی بے حد عاجزی اور اصرار پر حاکم کے حاضر ہونے کی آپ نے اجازت دے دی۔ جب راجہ حاضر ہوا تو اس نے حضرتؒ کو اس انداز سے دیکھا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ راجہ حد سے زیادہ شرائطِ خدمت وضیافت بجالایا۔ جب اس نے اپنے متعلق حضرتؒ کا التفات دیکھا تو عرض کیا کہ میری ایک درخواست ہے۔ آپ نے فرمایا تم کافر ہو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ راجہ نے عرض کیا سلاطین دہلی مجھ سے کدورت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم شاہانِ دہلی کی خدمت کی شرطیں پوری کردو گے تو تمھیں کوئی شخص نقصان نہ پہنچائے گا اور نہ تمھارا ملک فتح کرنے کے خیال سے بادشاہوں کا قدم تمھاری طرف اٹھے گا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے، حضرت مخدومیؒ کی ملازمت سے رخصت ہوکر فقیروں کے ارادے کی لگام سنار گاؤں کی طرف مڑی۔ درویشوں اور خوب مشربوں کے جھنڈے اور پرچم وہاں اتارے گئے۔ یہاں نادر قسم کے مکان تعمیر کیے گئے ہیں، خاص طور پر علی مردان کی تعمیر کردہ مسجد ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسجد نادر روزگار عمارت ہے۔ تین سو ساٹھ گنبد ظاہر طور پر نظر آتے ہیں باقی گنبد دریا کے اندر ہیں۔ ہم ایک عرصے تک اس مسجد میں گوشہ نشین رہے اور عبادت میں مشغول رہے۔ یہاں دانشمند مردوں اور عالی خاندانوں کی کثرت ہے۔ حضرت مخدومیؒ کی انفاس مبارک کی برکت سے یہاں تین دن تک سونے کی بارش ہوئی تھی۔ یہاں انتہائی فرحت بخش باغات اور حوض ہیں۔

سنار گاؤں سے چل کر کانورو میں آنے کا اتفاق ہوا۔ ہر چند بعضے اصحاب نے یہاں قیام کرنے سے منع کیا، چوں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور تقدیر یہی تھی کہ فقرا اس علاقے سے گزریں (گزرنا پڑا) اس زمانے میں یہاں مسلمان کم تھے۔ عورتیں صاحب حسن اور جادوگر تھیں۔ اتفاقاً قاضی حجت کو ان جوان عورتوں میں سے ایک عورت سے محبت ہوگئی۔ ہم نے ہر چند منع کیا لیکن باز نہیں آئے۔ جب فقیروں کا ارادہ یہاں سے لوٹ کر واپسی کا ہوا تو (اس جادوگرنی نے) قاضی حجت کو بیل بنا کر چھپا دیا اور اصحاب کو پریشانی میں مبتلا کردیا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے انھیں بیل بنا کر چھپا دیا ہے۔ (اس پر) حضرتؒ نے فرمایا، کہ ان کی عورت سورنی ہے کہ انھیں بیل بنادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ عورت سورنی ہوگئی۔ اس کی ماں روتی پیٹتی حاضر خدمت ہوئی آپ نے فرمایا تم نے قاضی حجت کو بیل بنایا ہے، پہلے تم اپنا جادو لوٹاؤ کہ وہ اپنی اصل حالت میں آئیں۔ آخر وہ لوگ چلے گئے اور اپنا جادو منتر کرنے لگے یہاں تک کہ قاضی حجت اپنی اصل شکل میں مبدل ہوگئے۔ اس عورت کی ماں کو لایا گیا اور آپ کے قدموں میں ڈال دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنی اصل حالت میں آجائے گی۔ یہ فرمانا تھا کہ وہ عورت اپنی اصل شکل میں مبدل ہوگئی۔

اس قدر مدت یہاں گزارنے کے بعد آپ نے اصحاب کو سفر کا حکم دیا اور نصیحت کی کہ اب ہرگز علاقۂ کامرو کا رخ نہ

کرنا کہ خراب جگہ ہے۔ واپسی کے دوران ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ ان کا جذبہ بیان نہیں کیا جاسکتا آپ فرماتے تھے کہ ملک ہندوستان میں اس درویش سے زیادہ قوی جذبے کا دوسرا شخص نظر نہیں آیا۔ اس زمانۂ معرفت میں کسی کو ان سے بہتر انبیا کی پیروی حاصل نہیں ہے اور اکابر مشائخ کی نسبت بھی انھیں حاصل ہے حضرتؒ کو بہت سرفراز کیا اور ایک پرانی گدڑی جو بہت سے بزرگوں اور بڑے ولیوں سے منسوب تھی حضرتؒ کو عنایت کی اور کہا:

''تو ہی ہے جس نے حضرت علاء الدین کا خزانہ لوٹا ہے اور ان کے باغِ ولایت کو خشک کردیا۔''

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ فقیر کو ایک سو چودہ جگہ سے نعمت ملی ہے۔ دیگر بزرگوں سے بھی فیض حاصل ہوا۔ یہ سب کچھ ہم نے فرزند نور العین پر نثار کردیا ہے۔ رباعی:[1]

ہر آں فیضے کہ در کونین باشد
نعیمِ کاملِ دارین باشد
درِ فیضِ ہمہ راجع کردہ
نثار روے نور العین باشد

ترجمہ: ہر وہ فیض جو دونوں عالم میں ہے اور ہر کامل نعمت جو دارین میں ہے۔ فیض کے تمام موتیوں کو جمع کرکے نور العین کے رخ پر نثار کردیے ہیں۔

---

[1] یہ اشعار رباعی کے معروف وزن اور بحر میں نہیں ہیں۔